بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۱۳۲ ایڈیٹر: غلام نبی بلانوی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۵

روزنامہ

الفضل

قادیان

خاص نمبر ۸ خطبہ

قیمت سالانہ ۱۸ روپے — ماہوار ۱/۲-۱ روپیہ

جلد ۳۵	۴ ماہ احسان ۱۳۲۶ ھش	۱۳ رجب ۱۳۶۶ھ	۴ جون ۱۹۴۷ء	نمبر ۱۳۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۷ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

آج چھ بجے شام ریتی چھلہ میں امن کمیٹی کا جلسہ زیر صدارت جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ منعقد ہوا۔ جس میں بعض اصحاب نے تقریریں کیں ÷

خطبہ جمعہ

مظلوم کی مدد کرنا ہر شریف انسان کا فرض ہے

زمیندار احباب خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء

مرتبہ مولوی عبد العزیز صاحب ادی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلے دنوں بعض دوستوں نے مجھ سے یہ دریافت کیا ہے کہ

پنجاب کے بعض حصوں میں

مسلمانوں پر جو سختی ہوئی ہے۔ اور ان کے گھر اور ان کی دوکانیں جلا دی گئی ہیں۔ ان کی امداد کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے فی مربع زمین ایک من غلہ چندہ لگایا گیا ہے۔ آیا وہ مسلم لیگ کی اس تحریک میں حصہ لیں یا نہ لیں چونکہ یہ سوال سارے ہی پنجاب میں اٹھیگا۔ اس لئے میں اس خطبہ کے ذریعہ سے اس کا جواب دیتا ہوں۔ جہاں تک

مظلوم کی امداد کا سوال

ہے۔ اسلام تمام مذاہب سے زیادہ اس پر زور دیتا ہے۔ کہ خود تکلیف اٹھا کر بھی مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے مومن وہ ہے جو آپ بھوکا نہ کر دوسرے بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مختلف جہات سے مسلمان دین اسلام سیکھنے کے لئے اور اسلام کے متعلق گہری واقفیت حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ چونکہ اس وقت مہمان خانہ نہ ہوتا تھا۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد لوگوں میں اعلان کر کے مہمان تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ

ایک مہمان ایسے وقت آیا۔ کہ آسودہ حال لوگوں میں سے کوئی بھی اس وقت مسجد میں نہ تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص اس مہمان کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ ایک غریب صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اسے ساتھ لے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وہ صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ لیکن اتفاق کی بات ہے۔ کہ اس دن ان کے گھر کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ ان کے ہاں صرف دو روٹیاں تھیں۔ جن کے متعلق عورت کی یہ صلاح تھی کہ ایک خاوند کو کھلا دونگی۔ اور ایک بچوں کو کھلا دونگی اور خود بھوکی سو رہونگی۔ جب یہ صحابی اس مہمان کو ساتھ لے کر گھر پہونچے۔ (اس وقت تک ابھی پردے کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔) تو انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کھانے کے لئے کچھ ہے یا نہیں۔ بیوی نے بتایا کہ دو روٹیاں ہیں۔ اس صحابی نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو کسی طرح سلا دو۔ جب بچے سو جائینگے۔ تو ہم کھانا مہمان کے آگے رکھ دینگے۔ بیوی نے کہا کہ مہمان اکیلا کسطرح کھائیگا وہ ہمیں بھی ساتھ کھانے کو کہیگا۔ میاں نے کہا میں کہونگا کہ دیئے کی بتی اونچی کر دو۔ اور تم بتی اونچی کرنیکے بہانہ سے دیا بجھا دینا جب اندھیرا ہو جائیگا۔ تو ہم ساتھ بیٹھ کر خالی

مچا کے مارتے جائیں گے۔ اور مہمان یہ سمجھیگا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بیوی نے بچوں کو سلا دیا۔ اور جب کھانا کھانے کا وقت آیا۔ تو میاں نے بیوی سے کہا۔ کہ روشنی ذرا اونچی کردو۔ اس وقت گھروں میں دیئے ہوتے تھے۔ جن میں روئی کی بتی ڈالی جاتی ہے۔ اور جن کو بجھانا کوئی مشکل بات نہیں ہوتی۔ بیوی نے روشنی اونچی کرتے ہوئے بتی نیچے گرا دی۔ جس سے دیا بجھ گیا۔ میاں بیوی کو بناوٹی طور پر خفا ہونے لگا۔ کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ اب مہمان کو تکلیف ہوگی۔ جاؤ اور کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور آگ لاکر دیا روشن کرو۔ مہمان کو اس طرح اندھیرے میں بٹھانا ٹھیک نہیں۔ بیوی نے جواب دیا۔ اب میں کیا کروں کس کو جاکر تکلیف دوں۔ سب لوگ سو گئے ہوں گے۔ اب اسی طرح اندھیرے میں ہی کھانا کھالیں۔ یہ لازمی بات تھی کہ مہمان نے یہی کہنا تھا۔ ہاں رہنے دیجئے۔ ہم اندھیرے میں ہی کھانا کھالیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اندھیرے میں ہی مہمان کے سامنے کھانا رکھا۔ مہمان نے کھانا شروع کردیا۔ اور یہ میاں بیوی ساتھ بیٹھے خالی مچاکے مارتے چلے گئے۔ مہمان یہ سمجھا۔ کہ میاں بیوی میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ انہوں نے مہمان کو کھانا کھلا کر سلا دیا۔ صبح نماز کے لئے وہ صحابی مسجد میں گئے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر کر فرمایا۔ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ میں نے

ایک بات

کہنی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے مجھے بتائی ہے۔ سب صحابہ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ آپؐ نے فرمایا ایک شخص کے گھر مہمان آیا اور اس نے اپنے مہمان کو کھانا کھلانے کے لئے اس اس طرح کیا۔ وہ سارا واقعہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو الہاماً بتا دیا۔ اور آپؐ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ صحابیؓ بیچارا دل ہی ڈرتا تھا۔ کہ پتہ نہیں۔ اب مجھے کیا سرزنش ہوگی۔ لیکن جب آپؐ سارا واقعہ بیان فرما چکے۔ تو آپؐ ہنس پڑے۔ صحابہ رضوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ بھی اس شخص کی نیکی کو دیکھ کر

عرش پر ہنسا

اس لئے میں بھی ہنسا ہوں۔ تو دیکھو قربانی کرکے کسی کو آرام پہنچانا اللہ تعالےٰ کے حضور کتنا مقبول ہوتا ہے۔ وہ لوگ جن کے

گھر بار جل گئے

ہیں۔ ان کے کاروبار تباہ ہوگئے ہیں۔ بعض عورتیں ایسی ہیں جن کے خاوند مارے گئے ہیں۔ اور بعض بچوں کے ماں باپ مارے گئے ہیں۔ اور بعض کے نوجوان کمانے والے بیٹے مارے گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی امداد کرنا بہت

ثواب کا کام

ہے۔ اگر مسلم لیگ کوئی چندہ مانگتی ہے۔ تو ہماری جماعت کے لوگوں کو دوسروں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ ہم اپنے طور پر بھی مظلومین کی امداد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس وقت تک

۱۵ ہزار روپیہ

بہار ریلیف فنڈ میں بھجوا چکے ہیں۔ اور قریباً دس ہزار روپیہ اس سے پیشتر خرچ کرچکے ہیں۔ اور پانچ ہزار روپیہ ہم نے نواکھالی کے مظلومین کی امداد کے لئے بھیجا تھا۔

اسی طرح ہم نے امرت سر کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے بھی ایک رقم مقرر کی ہے۔ جو کہ اس وقت بھیجی جاچکی ہوگی۔ اور اگر نہیں بھیجی گئی۔ تو بہت جلد بھیج دی جائیگی۔ پس باوجود اس کے کہ ہم نے اس سے قبل مظلومین کے لئے چندہ دے دیا ہے۔ اب اگر ہم زیادہ قربانی کرکے دوبارہ چندے میں شامل ہوں۔ تو یہ بات ہمارے ثواب کو بہت بڑھانے کا موجب ہوگی۔ پس ہماری جماعت کو اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن

ایک اور اصول

جسے مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح ہمیں امرت سر کے مصیبت زدہ مسلمانوں کا دکھ درد ہے۔ اسی طرح ہمیں راولپنڈی اور ملتان کے ہندوؤں کا بھی دکھ درد ہے۔ مومن کسی کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لئے میں نے

فیصلہ

کیا ہے کہ جہاں ہم امرتسر کے مسلمانوں کی امداد کریں گے وہاں ہم راولپنڈی اور ملتان کے ہندوؤں کو بھی نظر انداز نہیں کریں گے۔ اگر ہم صرف ایک فریق کی امداد کریں۔ تو قیامت کے دن ہم اللہ تعالےٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالےٰ کہیگا تم نے بہار کے مسلمانوں کی مدد کی۔ تم نے امرت سر کے مسلمانوں کی مدد کی۔ تم نے دوسری جگہوں کے مسلمانوں کی مدد کی۔ لیکن کیا نواکھالی اور راولپنڈی اور ملتان کے ہندو میرے بندے نہ تھے۔ تم نے اپنی قوم کی جنبہ داری کی وجہ سے مدد کی، میری خاطر تم نے مظلومین کی مدد نہیں کی۔ اگر تم میری خاطر یہ کام کرتے تو ہندوؤں کو نظر انداز نہ کرتے کیونکہ میرا حکم تو تمام بندوں سے ہمدردی کا ہے۔ پس میں صرف یہی نہیں کہتا۔ کہ تم امرتسر کے مسلمانوں کی مدد کرو۔ بلکہ اگر راولپنڈی اور ملتان کے

ہندوؤں کی امداد

کا کوئی سامان موجود ہو۔ تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ جب میں نے نواکھالی کے مظلومین کے لئے پانچہزار روپیہ بھجوایا۔ تو جماعت میں سے بھی اور باہر سے بھی مجھ پر اعتراضات کئے گئے۔ لیکن میں نے ایک کان سے سُنے اور دوسرے سے نکال دئے۔ کیونکہ میں جانتا تھا۔ کہ کل کو یہی چیز ان اعتراض کرنے والوں کو اچھی نظر آئے گی۔ اور میرا خیال غلط نہ تھا۔ آخر بدی کو کسی طرح روکنا ہی پڑے گا۔ اگر صرف بدلے سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ تو اس طرح تو بدی رک نہیں سکتی۔ آخر کسی ایک فریق کو یہ کہنا ہی پڑے گا۔ کہ میں اپنے دکھ کا بدلہ نہیں لیتا۔ فساد کو ختم کیا جائے۔ جب تک

یہ طریق

اختیار نہیں کیا جائیگا۔ اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہم اس بات کو نہیں چھپاتے۔ کہ ہم نے بہار کے مسلمانوں کی امداد کی ہے۔ اور اب امرتسر کے مسلمانوں کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کریں۔ بلکہ بعض انگریز حکام اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اعتراض کرنا نادانی سے ہے۔

مظلوم کی مدد

کرنا ہر شریف انسان کا فرض ہے۔ لیکن ہم میں اور دوسرے لوگوں میں ایک

نمایاں فرق

ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ بھی امداد کرنے میں رعایت سے کام لیتی ہے۔ اور ہندو بھی اپنی قوم کی رعایتیں کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھی اپنی قوم کی رعایتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ جرم ہے۔ کہ ہم رعایت سے کام نہیں لیتے۔ اور ہم ہر مظلوم کی مدد کرتے ہیں۔ امرت سر میں جس طرح دو مہینے سے برابر کرفیو چلا آتا ہے۔ اس کو دیکھ کر انسان یہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ ان مزدوروں کی کیا حالت ہوگی جو کہ روزانہ مزدوری کرکے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ گورنمنٹ کا ان کو دو گھنٹے کے لئے اجازت دے دینا کہ اپنے لئے کھانے پینے کی چیزیں خرید لو۔ بڑی مہربانی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ نہیں سوچا جاتا کہ وہ خریدیں گے کہاں سے اور خریدنے کے لئے پیسے کہاں سے لائینگے۔ امرت سر میں قریباً

پچاس ہزار مزدور پیشہ

لوگ ہیں اور وہاں قریباً دو ماہ سے کرفیو لگا ہوا ہے۔ ان حالات میں ان کے لئے محنت مزدوری کرنا بالکل ناممکن ہے۔

۵ مارچ کو امرتسر میں فسادشروع ہوئے۔ اس لحاظ سے دو مہینے سے بھی زائد عرصہ بنتا ہے۔ اس صورت میں درحقیقت گورنمنٹ کا فرض تھا۔ کہ ایسے لوگوں کیلئے روٹی کا انتظام کرتی قطع نظر اس کے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔ تمام وہ لوگ جو کہ روٹی کے محتاج ہیں۔ ان کو روٹی دی جاتی۔ خواہ گورنمنٹ ان کے لئے غلہ مہیا کرتی یا اور کوئی صورت پیدا کرتی بہرحال یہ گورنمنٹ کا فرض تھا۔ ان کے کھانے کا انتظام کیا جاتا۔ پرانے زمانے میں حاکم کو مائی باپ کہا جاتا تھا۔ اس کا کوئی مفہوم ہے تو۔ لیکن اسی سے یہ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حاکم وقت ماں باپ کی جگہ ہوتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ماں باپ بھی ایسے ہیں۔ جو اپنے بچوں کا ایک دن کا بھی فاقہ دیکھ سکیں۔ کجا یہ کہ وہ متواتر

دو ماہ سے

فاقے پر فاقہ

کاٹتے آ رہے ہوں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب تک ایسے فاقہ زدہ لوگوں کے لئے روٹی کا انتظام نہیں ہوگا فساد نہیں رکے گا۔ لوگ اپنے بال بچوں کو کس طرح بھوکا دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ بعض لوگ جب بھوک سے تنگ آجاتے ہیں۔ تو وہ دوسروں کے گھروں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں۔ تمہارے پاس یہ چیزیں ہیں۔ مثلاً تمہارے پاس کرسیاں ہیں میزیں ہیں گھڑیاں ہیں تعیش کے سامان ہیں۔ لیکن ہمارے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ہمیں کچھ پیسے دو نہیں تو ہم تمہارے گھر کو آگ لگا دیں گے۔ یہ فعل بے شک خلاف شریعت اور خلاف قانون ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس فعل کا محرک کونسا امر ہے۔ اگر گورنمنٹ ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دے۔ تو وہ خود ہی ایسی حرکات سے باز آجائیں گے۔

گورنمنٹ کا یہ رویہ

یقیناً قابل اعتراض ہے جب گورنمنٹ جیل میں قاتلوں اور مجرموں کو کھانا دیتی ہے جن کا جرم ثابت ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کا تو جرم بھی ثابت نہیں۔ تو ان کے کھانے کا کیوں انتظام نہیں کرتی۔ پس گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان مزدوروں کے لئے کھانے کا انتظام کرے۔ اگر گورنمنٹ ایسا کرے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ فسادات بہت حد تک رک جائیں۔ تم

اس نظارہ کا تصور

تو کرو۔ کہ پولیس کے سپاہی روٹیوں کے ٹوکرے اٹھائے ہوئے ہوں۔ اور ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور دوسرے افسر لوگوں میں روٹیاں تقسیم کروا رہے ہوں۔ اس احسان کے بعد ان کے احکام کی خلاف ورزی کرنے سے اکثر لوگوں کو شرم آنے لگی کیونکہ ایسے محسنوں کی بات کو رد کرتے ہوئے ہر انسان پانی پانی ہو جاتا ہے۔ پس یہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ مزدور پیشہ لوگوں کے کھانے کا انتظام کرے۔ اور اگر وہ کسی مصلحت کی بناء پر انتظام نہیں کرنا چاہتی۔ تو اس کا

کوئی حق نہیں

کہ وہ امداد کرنے والوں پر اعتراض کرے ہم جنبہ داری کی وجہ سے کسی قوم کی امداد نہیں کرتے۔ بلکہ ہم ہر مظلوم کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ خواہ کسی قوم اور کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کے بعد میں جماعت کو

ایک نہایت اہم امر

کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ یہ کوئی سوسائٹی نہیں کہ جو اپنے لئے کچھ اصول طے کر کے کام کو چلا رہی ہو۔ اور انہی اصولوں کے اندر اپنے کاموں کو محصور رکھتی ہو۔ بلکہ

ہر نیک کام

کرنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ اور ہر بدی کو دور کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور اسلام کی تبلیغ کو اکناف عالم تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہی میں نے تحریک جدید جاری کی جس کے ماتحت مختلف سکیمیں کام کر رہی ہیں۔ ان سکیموں کو چلانے کے لئے جماعت کے لوگوں سے میں نے

وقف زندگی کا مطالبہ

کیا تھا۔ میرے مطالبہ پر جن لوگوں نے زندگیاں وقف کی ہیں۔ ان میں سے بعض کو مبلغ بنایا گیا ہے۔ بعض کو مدرس بنایا گیا ہے۔ اور بعض کو دوسرے کاموں پر لگا دیا گیا ہے۔ ایک واقف زندگی چپڑاسی بھی ہو سکتا ہے۔ ایک واقف زندگی کلرک بھی ہو سکتا ہے۔ ایک واقف زندگی خزانچی بھی ہو سکتا ہے۔ ایک واقف زندگی صناع بھی ہو سکتا ہے۔ اور ایک واقف زندگی تاجر بھی ہو سکتا ہے چنانچہ مختلف لوگوں کو مختلف کاموں پر لگا دیا گیا ہے۔ اور لگایا جا رہا ہے۔ بعض نوجوانوں کو مبلغ بنا کر ہندوستان سے باہر بھیجا گیا ہے۔ اور کچھ ہندوستان میں ہی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے بھائیوں کی جگہ جا کر کام کریں۔ اور کچھ ایسے ہیں۔ جو دفاتر میں بطور انچارج کام کر رہے ہیں۔ اور کچھ اکاؤنٹنسی کا کام کر رہے ہیں۔ اور کچھ زمینداری کاموں کی نگرانی پر لگے ہوئے ہیں۔ اور کچھ سلسلہ کے کارخانوں میں نگران کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن ایک حصہ ایسا تھا جو کہ وقف زندگی کے مطالبہ میں شامل نہ ہو سکتا تھا۔ اور وہ

زمینداروں کا طبقہ

تھا کئی دفعہ زمینداروں نے مجھے کہا کہ کیا ہمارے لئے بھی کوئی صورت وقف زندگی کی ہے۔ ہم لوگ اَن پڑھ ہیں۔ زندگی وقف کرنے کی صورت میں ہم سلسلہ کا کوئی کام سرانجام دے سکیں گے یا نہیں۔ میں انہیں جواب دیتا تھا کہ میرے ذہن میں ابھی تک کوئی صورت ایسی نہیں آئی۔ اور میں برابر غور کرتا چلا آرہا تھا۔ چنانچہ اب تبدیل شدہ حالات کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے زمینداروں کے لئے بھی موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ اور آج میں جماعت کے

زمینداروں کو بلاتا ہوں

کہ وہ سلسلہ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور ان کو جو گزارے دیئے جائیں۔ ان کو انعام سمجھ کر کام کرتے چلے جائیں۔ پس آج زمینداروں کے لئے موقعہ ہے کہ وہ سلسلہ کے لئے یا سلسلہ کے مفاد کے لئے

اپنی زندگیاں وقف کریں

میں یہ الفاظ یونہی نہیں بول رہا۔ بلکہ ان میں ایک حکمت اور مصلحت ہے۔ جس کا ابھی اظہار مفید نہیں۔ بہر حال زمینداروں کو چاہیئے۔ کہ وہ سلسلہ کے لئے یا سلسلہ کے مفاد کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور جہاں ہم ان کو بھیجیں وہاں جائیں۔ اور جن حالات میں ہم ان کو رہنے کے لئے کہیں۔ ان حالات میں وہ رہیں اور جو فیصلے ان کے گزارہ کے لئے ہم کریں۔ وہ اس پر بھی

خندہ پیشانی سے

کام کریں۔ جس خندہ پیشانی سے ہمارے دوسرے واقفین آجکل کام کر رہے ہیں۔ ہمارے مبلغوں میں بعض بی۔ اے ہیں۔ بعض ایم۔ اے ہیں۔ بعض وکیل ہیں اور بعض انٹرنس پاس ہیں ہم نے ان میں سے ہر ایک کے حالات کے مطابق ان کے گزارے مقرر کئے ہیں۔ اور وہ گزارے نہایت غریبانہ ہیں۔ اسی طرح

زمینداروں میں سے

جو لوگ اپنی زندگیاں وقف کریں گے۔ ہم ان کو ایسی جگہوں پر کام کرنے کے لئے لگائیں گے۔ جو سلسلہ کے لئے مفید ہونگی۔ اور ان کا کام زمیندارہ ہی ہوگا۔ لیکن یہ کہ ان کو کس جگہ کام کرنا ہوگا۔ یا کیسے کام کرنا ہوگا۔ یہ باتیں بعد میں بتائی جائیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ ہم ان کو گزارہ

رقم کی صورت میں

دے دیں۔ اور کسی جگہ گزارہ غلے اور پیداوار کی صورت میں دے دیں مثلاً نصف پیداوار سلسلہ کی اور نصف ان کی۔ یا دو تہائی ان کی اور ایک تہائی سلسلہ کی۔ یا اس سے کم و بیش کسی طریق سے۔ یہ

تفصیلات

اس وقت بیان نہیں کی جا سکتیں اور نہ ہی ان کا بیان کرنا مفید ہے۔ مختلف حالات میں مختلف جگہوں پر کام کرنا ہوگا۔ اور اس میں غلط فہمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا یہاں کوئی ملازمت کا سوال تو در پیش نہیں کہ بعد میں

غلط فہمی کا خطرہ

ہو۔ جو شخص زندگی وقف کرتا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہے کہ اسے زیادہ گزارہ ملتا ہے یا کم گزارہ ملتا ہے اس نے تو اپنی جان اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دی۔ اسے اس بات کی کیا فکر ہو سکتی ہے کہ میرے ساتھ کیسا سلوک ہوگا۔ اور یہ مجھے میرے کام کا کیا بدلہ ملیگا۔ اس کے کام کا بدلہ تو اسے اللہ تعالیٰ ہی دیگا

اور وہ بھی اسی نیت سے زندگی پیش کرتا ہے کہ میرے کام کا بدلہ اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔ مجھے بندوں سے بدلہ کی امید نہیں۔ زیادہ گذارے یا کم گذارے کا خیال تو ملازمین کو ہوتا ہے۔ واقفِ زندگی کے لئے اس قسم کی کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔ اگر ہمارے پاس زیادہ ہوگا۔ تو ہم واقفین کو زیادہ دیدیں گے۔ اگر کم ہوگا تو کم دینگے اور اگر بالکل نہ ہوگا۔ تو ہم ان کو کچھ بھی نہیں دیں گے۔ اور ان سے کہہ دیں گے۔ کہ مانگ کر کھاؤ اور سلسلہ کا کام کرو۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے انبیاء کے زمانہ میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔

گوتم بدھ

کے زمانہ میں یہی طریق رائج تھا۔ گوتم بدھ نے دیکھا۔ کہ چندوں اور تنخواہوں سے تو کام نہیں بنتا ان کے پاس جوش گرد آتے تھے۔ آپ انہیں ایک جھولی دیدیتے کہ مانگ کر کھاؤ اور بدھ مذہب کی تبلیغ کرو۔ نہ گذارے کی شرط نہ تنخواہ کی شرط۔ مانگو اور تبلیغ کرو۔ ان کی زندگی میں

ایک عجیب مثال

پائی جاتی ہے۔ گوتم بدھ کے گھر جوانی میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ چونکہ وہ دنیاوی کاموں سے بہت دور رہتے تھے۔ والدین نے ان کی بچپن میں ہی شادی کردی تھی۔ لڑکے کی پیدائش کے بعد انہوں نے گھر بار چھوڑ دیا۔ اور عبادات کرنے کے لئے جنگلوں کی طرف چلے گئے۔ اور جنگلوں میں جاکر ہی آپ کو الہام ہونا شروع ہوا۔ گوتم بدھ کا باپ اس علاقے کا بادشاہ تھا۔ اور ان کی حکومت کا یہ قانون تھا۔ کہ حکومت باپ کے بعد بیٹے کو ملتی تھی۔ پوتے کو نہیں۔ اب گوتم بدھ تو بادشاہ بننے سے انکار کرچکے تھے۔ اور پوتا تخت کا وارث نہیں ہوسکتا تھا۔ گوتم بدھ کے باپ نے یہ تجویز کی۔ کہ اپنے پوتے کو فقیروں کا لباس پہنایا۔ اور اس سے کہا۔ کہ تم جاکر گوتم بدھ سے راج کی بھیک مانگو۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ گوتم بدھ اسے بادشاہت پر قابض ہونے کی اجازت دے دیگا۔ تو میں اسے پوتے ... تخت پہ بٹھادوں گا۔ چنانچہ گوتم بدھ کا بیٹا ان کے پاس گیا اور کہا میں آپ سے

راج کی بھیک

مانگنے آیا ہوں۔ گوتم بدھ کے نزدیک تو اصل راج وہ تھا۔ جو اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا۔ تم سچے دل سے بھیک مانگنے آئے ہو؟ اس نے کہا ہاں سچے دل سے بھیک مانگنے آیا ہوں۔ انہوں نے نائی کو بلوایا اور اس کے سر کے بال منڈوا کر اسے فقیری کا خرقہ پہنا دیا۔ اور کہا یہی راج ہمارے پاس ہے جاؤ اور اس راج کی تبلیغ کرو۔ گوتم بدھ کے باپ کو جب معلوم ہوا۔ تو اسے غش پر غش آنے لگے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ تھے۔ کہ حکومت اس کے خاندان میں سے ہمیشہ کے لئے نکل گئی۔ آخر باپ نے گوتم بدھ کو بلایا۔ اور انہیں کہا۔ کہ خاندان کو تو تم نے تباہ کردیا۔ لیکن کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تم نے انصاف کیا ہے۔ کہ ایک نابالغ لڑکے کو اس کے متکفل کی اجازت کے بغیر تم نے اس کے حق سے محروم کردیا۔ آئندہ کے لئے عہد کرو کہ تم کسی نابالغ کو بھکشو نہیں بناؤ گے۔ چنانچہ گوتم بدھ نے یہ عہد کیا۔ اور آئندہ کے لئے حکم دے دیا۔ کہ کسی نابالغ کو بھکشو نہ بنایا جائے۔ چنانچہ اب بدھوں میں نابالغ کو بھکشو نہیں بناتے

اسی طرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے اپنے حواریوں سے کہا۔ جھولی لو اور مختلف ممالک میں پھیل جاؤ۔ اور صرف آج کی روٹی کا فکر کرو۔ کل کی روٹی تمہیں کل مل جائے گی۔ اسی طرح

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے۔ کہ تم جہاں جاؤ اس علاقے کے لوگوں پر تین دن تک تمہاری روٹی کا حق ہے۔ اس لئے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے روٹی کے لئے پریشان نہ ہو۔ جہاں جاؤ اس علاقہ کے لوگوں سے لے لو۔ پس اشاعتِ مذہب کے لئے صحیح طریق یہی ہے۔ کہ بغیر کسی معاوضہ کے دینی کام کئے جاویں۔ مگر اس زمانہ کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے ہم قدم بقدم چل رہے ہیں۔ پہلے ہمارے پاس کوئی مبلغ نہ تھا۔ پھر ہم نے تنخواہ دار مبلغ رکھے اور پھر وقفِ زندگی کے مطالبہ کے ماتحت تنخواہ کا سوال

ہی اڑا دیا۔ اب آہستہ آہستہ وہ زمانہ بھی آجائیگا۔ کہ ہماری جماعت کا ایک حصہ جھولیاں ڈال کر تبلیغ اسلام کے لئے نکل جائیگا۔ اور خدا کے نام پر اگر کسی نے کچھ کھانے کو دیا تو کھالیں گے۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام اکنافِ عالم میں پھیلاتے چلے جائیں گے۔ ہر گروہ اپنے اپنے وقت پر آگے آئیگا۔ اور دین کا کام کرے گا۔ اسی سلسلہ میں اب زمینداروں کے لئے موقع پیدا ہوگیا ہے۔ کہ وہ آگے آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے رستہ کھول دیا ہے۔ ہمیں

ایسے لوگوں کی ضرورت

ہے جو زمیندارہ کام جانتے ہوں۔ اور سخت سے سخت کام کرنے کے لئے تیار رہوں۔ ممکن ہے ہمیں ان کو ایسی جگہ بھیجنا پڑے جہاں گھنے جنگل ہوں۔ اور ان جنگلات میں درندے وغیرہ ہوں۔ اور ممکن ہے کہ سندھ کی زمینوں پر بھی ان سے کام لیا جائے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ سلسلہ کی زمینوں پر جہاں باقی کارندے واقفِ زندگی ہوں۔ وہاں مزارع بھی واقفین ہی ہوں۔ یعنی ہل چلانے والا بھی واقفِ زندگی ہو۔ اور ہل چلوانے والا بھی واقفِ زندگی ہو۔ اور نگرانی کرنے والا بھی واقفِ زندگی ہو۔ اس کے علاوہ بھی ہمیں بعض جگہ فوری طور پر زمینداروں کی ضرورت ہے۔ جو ہر تکلیف برداشت کرنے کو تیار رہوں۔ اور ایسا کام سوائے واقفین کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ ہماری جماعت کے لوگوں میں ایڈویچرس روح ہونی چاہیئے۔ یعنی ہمت اور خطرہ والے کاموں کی خواہش ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جس قوم میں مافوق العادت کام کرنے کی روح پیدا نہیں ہوتی۔ وہ ترقی نہیں کرسکتی۔ انگریزوں پر دوسری اقوام حسد کرتی ہیں۔ کہ انہوں نے ہندوستان اور افریقہ کے ممالک پر قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن آج سے تین چار سو سال قبل جبکہ نہ ریل تھی۔ اور نہ ڈاک و تار کا کوئی انتظام تھا۔ انگریز نوجوان اپنے گھروں سے نکلے۔ اور انہوں نے غیر ملکوں میں جاکر ان کو آباد کیا۔ وہاں کے

باشندوں کو تہذیب سکھائی۔ جن لوگوں نے یہ تکلیف اٹھائی وہی اس قابل تھے۔ کہ ان علاقوں پر حکومت کرتے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہے۔ ان کو

دوسری اقوام پر حکومت

کرنے کا کیا حق ہے۔ ہماری جماعت بھی اگر ترقی کرنا چاہتی ہے۔ تو اسے مافوق العادت کاموں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے افراد میں سفروں کا شوق ہونا چاہیئے۔ غیر ممالک میں جانے کا شوق ہونا چاہیئے۔ اور نئے نئے علوم اور نئے نئے پیشے سیکھنے کا شوق ہونا چاہیئے۔ میں جب فلسطین گیا تھا۔ اس وقت وہاں یہودیوں کی آبادی دس فی صدی تھی۔ اور عیسائیوں کی آبادی بھی دس فیصدی تھی۔ اور مسلمانوں کی آبادی اسّی فیصدی تھی۔ لیکن اسٹیشنوں پر میں نے دیکھا۔ کہ سفر کرنے والوں میں

اسّی فی صدی یہودی

تھے اور بیس فی صدی دوسری اقوام اس وقت ہی میں نے کہہ دیا تھا۔ کہ اس قوم میں

ترقی کی امنگ

شدت کے ساتھ پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس کے پھیلنے کے آثار نمایاں نظر آرہے ہیں۔ کہتے ہیں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ ہماری جماعت بھی تبھی ترقی کرسکتی ہے۔ جب اس میں مافوق العادت کام کرنے کی روح پیدا ہو جائے۔ ہم جماعت کے باہر نکلنے کے لئے مختلف ذرائع پیدا کر رہے ہیں۔ اور ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر بعض جگہ زمینوں کا انتظام کر رہے ہیں۔ وہاں زمیندار پیشہ لوگوں کو بسایا جائے گا۔ بعض زمینیں ہم نے قیمتاً خریدی ہیں۔ اور بعض ہمیں مفت ملی ہیں۔ لیکن یہ کام تبھی چل سکتے ہیں۔ جب جماعت کے زمیندار ہمارے ساتھ پورے طور پر تعاون کریں۔ اور اپنی زندگیاں وقف کرکے سلسلہ کی مضبوطی کا موجب بنیں۔ جو شخص اپنی زندگی پیش کردیتا ہے۔ وہ محنت کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اور وہ خود بھی کامیاب ہوتا ہے۔ اور جماعت کی کامیابی

وہ پڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ مبلغین بن گئے۔ یہ ان پڑھ ہیں۔ تو زمینداروں کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھے گا۔ کہ کون پڑھا ہوا تھا۔ اور کون ان پڑھ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے گا۔ کہ میری خاطر جان کس نے پیش کی۔ اور جان پیش کرنے کے لحاظ سے پڑھا ہوا اور ان پڑھ دونوں برابر ہیں۔ اور ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔ جو کچھ پڑھے ہوئے کے پاس تھا۔ اس نے پیش کر دیا اور جو کچھ ان پڑھ کے پاس تھا۔ اس نے پیش کر دیا۔ اس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

دونوں برابر

ہیں۔ پس یہ زمینداروں کی حسرت کے پورا ہونے کا موقع ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ قربانی کر کے پڑھے ہوئے لوگوں کے برابر ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

چوہدری غلام حسین صاحب مرحومؓ

چوہدری غلام حسین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موہن کے تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان زمینداروں میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ لیکن باوجود صاحب وقار ہونے کے آپ سے قبل آپ کے خاندان میں کوئی تعلیم یافتہ نہ تھا۔ آپ نے ۱۹۰۰ء میں ورنیکلر مڈل کا امتحان دیا۔ جس میں آپ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ اور وظیفہ حاصل کیا۔ لیکن والدین نے مزید تعلیم کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے آپ کو زمیندارہ کام پر لگانے کی کوشش کی۔ آپ کمزور طبیعت ہونے کی وجہ سے زمیندارہ کام سے دل برداشتہ ہو گئے۔ اور ۱۹۰۱ء میں ہی نہر جہلم اور لائلپور کی نئی آبادیوں میں برائے ملازمت درخواستیں روانہ کر دیں دونوں جگہ سے آپ کو بلایا گیا۔ آپ نہر جہلم پر حاضر ہو گئے۔ اور اپنا کام نہائت خوش اسلوبی سے سرانجام دینے لگے۔

آپ کا احمدیت کی طرف رجوع

نہر جہلم پر ایک گرداور قانون گو صاحب احمدی تھے۔ اُن کے نام رسالہ ریویو جاری تھا۔ ایک دن اُن کی عدم موجودگی میں ان کی کوٹ کی جیب سے رسالہ ریویو نکال کر مطالعہ کرنے لگے۔ اس سے قبل آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے متعلق قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ چنانچہ رسالہ کو مطالعہ کرنے سے پہلی دفعہ حضورؑ کے دعوے سے آپ واقف ہوئے اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پیشگوئی درج فرمائی تھی۔ کہ آسمان پر اکتیس دن کے بعد ایک خارق عادت نشان ظاہر ہو گا۔ چنانچہ حسب تحریر نشان ظاہر ہو گیا آپ نشان کے ظہور پر اپنے دل کو سمجھانے لگے کہ "یہ نجومی نہیں"۔ اس وقت آپ کا دینی علم محض معمولی قرآن مجید تک محدود تھا۔ نشان کا ظہور ہونے پر باوجود قلیل تنخواہ ہونے کے آپ نے قادیان سے کتابیں منگوا کر مطالعہ شروع کیں۔ اور اپنے طور پر تحقیقات کرتے رہے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے آپ کا تعارف

جن دنوں وہ نہر جہلم پر ملازم تھے۔ ان دنوں میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی وہاں غالباً افسر آبادی کے عہدہ پر فائز تھے۔ چوہدری صاحب موصوف کو کچھ عرصہ کے لئے دفتر میں بطور محرر مقرر کیا گیا۔ ایک دن حضرت مرزا صاحب دفتر سے نکل کر ساتھ ہی ایک مسجد تھی۔ اُس میں داخل ہو گئے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد ایک زمیندار چوہدری صاحب موصوف کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میری ایک مسل عرصہ چار سال سے گم ہے۔ اگر آپ اس کی تلاش کر دیں تو میں آپ کو خوش کر دوں گا۔ چوہدری صاحب موصوف نے دوسرے دن آنے کو کہا۔ یہ تمام باتیں مرزا صاحب موصوف سُن رہے تھے۔ آپ نے چوہدری صاحب موصوف کا امتحان لینا چاہا۔ چنانچہ دوسرے دن عین اس وقت جب کہ زمیندار کو آنے کے لئے کہا تھا۔ حضرت مرزا صاحب عمداً دفتر سے نکل کر مسجد میں چلے گئے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر زمیندار آیا۔ آپ نے اس کی مسل اُس کے ہاتھ میں دے دی زمیندار نے مبلغ بیس روپے کی گرانقدر رقم اس کام کے صلے میں پیش کی۔ لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ زمیندار کے بار بار کے اصرار پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ملازم ہوں۔ اور میں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دی ہے۔ اور میں اس کام کی تنخواہ سرکار سے لیتا ہوں۔ اس لئے میں قطعاً کچھ لینے کے لئے تیار نہیں۔ آخر مجبور ہو کر زمیندار چلا گیا۔

حضرت مرزا صاحب موصوف نے یہ جھگڑا اپنے کانوں سے سُنا۔ کہ ایک نوعمر اتنی گرانقدر رقم جو اس کی چار ماہ کی تنخواہ کے برابر ہے۔ محض اپنی دیانتداری کی وجہ سے اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ ان خیالات سے صاحب موصوف کے دل میں چوہدری صاحب کی محبت اور ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اور جتنا عرصہ آپ وہاں رہے حضرت مرزا صاحب موصوف چوہدری صاحب سے انتہائی محبت اور ہمدردی کا سلوک کرتے رہے۔ ۱۹۰۴ء میں چوہدری صاحب کے والد صاحب برضائے الٰہی وفات پا گئے۔ تو حضرت مرزا صاحب کی کوشش سے ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ مال میں بطور پٹواری ملازم ہوئے جہاں آپ کو لگایا گیا۔ وہاں ہر ایک فرقہ کے بڑے بڑے عالم موجود تھے۔ ان سے بحث مباحثے شروع ہوئے جس کے نتیجہ میں ایک شیعہ عالم اور ایک دیوبندی علماء کا شاگرد مولوی امام الدین صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مگر آپ نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی آخر بڑی جستجو اور تحقیقات کے بعد آپ جنوری ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے مستفید ہوئے۔ اور بیعت کے وقت جو عہد کیا۔ اُس کو پوری طرح سے نبھایا۔

آپ کے اخلاق

۱۔ آپ ہمیشہ غریبوں کے معاون و مددگار رہتے۔ اور اپنی ملازمت میں کسی غریب کا نقصان نہیں ہونے دیا۔ اور جہاں جہاں آپ نے ملازمت کی آج تک لوگ انہیں یاد کرتے ہیں۔

۲۔ آپ قرآن مجید کی اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ اور جو مسئلہ پیش کیا جاتا اُس کو قرآن مجید سے اس طرح حل فرماتے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔

۳۔ احکام اسلامی کی بڑی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ اور اپنے اہل وعیال کو بھی پابند رہنے کی ہمیشہ نصیحت فرماتے رہتے۔

۴۔ آپ کی رواداری منصف مزاجی اور دیانتداری نیز انکساری ہر کس و ناکس پر عیاں تھی۔ اسی وجہ سے عوام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے

اور عوام نے آپ کی وفات کو ایک زبردست صدمہ محسوس کیا

۵۔ آپ میں جذبہ انتقام نہ تھا۔ جانی دشمن بھی سامنے آ کر کہہ دیتا۔ کہ میں نے غلطی کی ہے۔ تو فوراً معاف کر دیتے۔

۶۔ آپ نے سلسلہ کی ایک تحریک میں مقدور سے بڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء میں بیمار ہوئے تو ایک ہی دفعہ تحریک جدید کا انیس ۱۹ سالہ کا چندہ ادا کر دیا۔ اور کہا کہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ میں رہ نہ جاؤں۔ آپ نے ۱۹۴۱ء میں وصیت کی۔ اور ۱۹۴۳ء میں تمام رقم داخل خزانہ کر دی۔

آپ اپریل ۱۹۴۶ء کو بیمار ہوئے۔ اور باوجود علاج معالجہ کے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر طویل بیماری کے بعد مورخہ یکم مئی ۱۹۴۷ء بروز جمعرات بوقت آٹھ بجے شام اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

بلانیوالا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

احباب کرام جنازہ غیب پڑھ کر مشکور فرمائیں

سردار خان احمدی ساکن موہن ضلع گوجرانوالہ

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

کرڑا پلی تگریا

پریذیڈنٹ :- شیخ قمر علی صاحب
سیکرٹری تبلیغ شیخ یار محمد صاحب
" تعلیم و تربیت سید صمصام الدین احمد صاحب
" امور عامہ شیخ جمعہ صاحب
" مال محمد صدیق صاحب
امین مصاحب خان صاحب

لدھیانہ

سیکرٹری مال :- سید مبارک علی شاہ صاحب
" تبلیغ بابو رحمت اللہ صاحب
" امور عامہ بابو بدر الدین صاحب
" وصایا :- سید مبارک علی شاہ صاحب
آڈیٹر :- چوہدری محمد شریف صاحب
سیکرٹری ضیافت :- میاں غلام محمد صاحب
" تالیف و تصنیف :- محمد لیسین صاحب
" تعلیم و تربیت :- قاضی محمد شریف صاحب

کلکتہ

جنرل سیکرٹری :- خان فیض الحق صاحب
سیکرٹری تبلیغ مولوی محمد صاحب
" تعلیم و تربیت منشی شمس الدین صاحب
" امور عامہ و خارجہ :- چوہدری عبد المنان خان صاحب
" تالیف و تصنیف مولوی شمس الرحمن صاحب ڈم ڈم
" مال و وصایا و محاسب :- خان فیض الحق خان صاحب
" ضیافت میاں محمد اسحٰق صاحب
آڈیٹر :- چوہدری محمد اکرم صاحب
امین دوست محمد صاحب
سیکرٹری جائداد محمد یوسف صاحب
" حفظ امن عامہ :- میاں محمد صدیق صاحب

برہ پورہ (بھاگل پور)

پریذیڈنٹ :- جناب مولوی شہادت حسین صاحب
نائب پریذیڈنٹ :- ڈاکٹر مولوی عبد الحی صاحب عارف
سیکرٹری تعلیم و تربیت :- مولوی محمد ابراہیم احمد صاحب
" امور عامہ :- مولوی ابو القاسم صاحب شیدا
سیکرٹری مال :- ماسٹر عزیز الدین صاحب

کٹک

سیکرٹری تعلیم و تربیت مولوی عبد الخالق صاحب
سیکرٹری مال :- مولوی منور علی صاحب
" تبلیغ :- مولوی فضل الرحمٰن صاحب
" امور عامہ و خارجہ :- مولوی محمد ابراہیم صاحب
" ضیافت :- مولوی فضل الرحمٰن صاحب

جالندھر چھاؤنی

پریذیڈنٹ :- ڈاکٹر محمد رمضان صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت :- جو الدار کلرک محمد حفیظ الدین صاحب
" مال و امور عامہ :- طفیل محمد صاحب

قصور

جنرل سیکرٹری :- مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
سیکرٹری مال " " "
" تبلیغ و امور عامہ :- ملک عبد المجید صاحب

کوٹ احمدیان

سیکرٹری تبلیغ :- مکرمی حکیم نور محمد صاحب
" تعلیم و تربیت :- چوہدری غلام نبی صاحب
" مال :- چوہدری غلام قادر صاحب

درخواستہائے دُعا

ملک محمد ظفر صاحب کنجاہ عرصہ سے سخت بیمار ہیں۔ قاضی محمد صدیق صاحب کاتب کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے سخت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمادیں۔

فروخت اراضی

محلہ دارالاحسان شرقی میں دو قطعات تین ساڑھے تین کنال کے قابل فروخت ہیں۔ ضرورت مند احباب خرید کر سکتے ہیں۔ محلہ میں سڑکیں بیس ۲۰ فٹ کی ہیں۔ رقبہ اکٹھا یا ہر دو نوں صورتوں میں دیا جا سکتا ہے۔ (خاکسار محمد عبد اللہ خان آف مالیر کوٹلہ قادیان)

ایک نہائت نفع مند کام

پرسیین مینوفیکچرنگ کمپنی میں ایک عرصہ سے بجلی کے ٹارچ پنکھے اور دوسری مشینیں تیار ہوتی رہی ہیں۔ اب چونکہ ہمارا ارادہ تھا۔ کہ اس کام کو اور بھی بڑھایا جائے۔ اسلئے ہمنے اس کے مدنظر بہت بڑے پیمانے پر شہر قادیان کے باہر پانچ گھماؤں زمین میں نئی فیکٹری بنوائی ہے۔ جو کہ خدا کے فضل سے اب قریبًا قریبًا مکمل ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہمارا کارخانہ چند ماہ کے اندر اندر وہاں پر چلا جائیگا۔ اور کام وسیع پیمانے پر شروع ہو جائیگا۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے انگلستان اور دوسرے ممالک سے نئی مشینیں بہت سی آگئی ہیں۔ اور مزید آرہی ہیں۔ مگر چونکہ موجودہ زمانہ میں ہر کام کو بڑے پیمانے پر چلانے کے لئے بہت سے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور جب تک کہ کسی کمپنی کے پاس اس قدر سرمایہ نہ ہو۔ جتنا کہ ضروری ہو۔ اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا ارادہ ہے۔ کہ اس کمپنی کو دس لاکھ روپے کے سرمایہ کے ساتھ پبلک لیمیٹڈ کر دیا جائے۔ کل حصہ جات ایک لاکھ ہوں گے۔ اور ہر حصہ کی قیمت دس روپے ہوگی۔ بہرصورت ہر دس روپے کے حصہ میں سے صرف پانچ روپے لئے جائیں گے یعنی اگر کوئی شخص ایک سو حصہ خریدے۔ تو اُسے پانچسو روپے ادا کرنے ہونگے۔ گو نافع اسے پورے ایک سو حصہ جات کا ہی ملیگا۔ ابھی یہ سکیم مکمل ہو رہی ہے اور کاغذات بننے کے لئے وکلاء کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کام خدا کے فضل سے بہت نفع مند ہے۔ اور اس کمپنی کے حصہ جات خریدنے کے بہت سے دوست خواہاں ہیں۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ سب کاغذات قانونی طور پر مکمل ہو جائیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ حصہ جات خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ اپنے نام مکمل پتہ اور حصوں کی تعداد سے مطلع کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کہ دوست اس میں سستی نہ کریں۔ کیونکہ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آئیں گی۔ اُن ہی کو ترجیح دیجائیگی دوستوں کی آسانی کیلئے ہمنے فارم چھپوائے ہوئے ہیں۔ جو

پرسیین مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان

کے دفتر سے منگوائے جا سکتے ہیں:-

(صاحبزادہ) مرزا شریف احمد

ضروری خبریں

وائسرائے ہند لارڈ مونٹ بیٹن کی تقریر

نئی دہلی ۳ جون - آج سات بجے وائسرائے ہند لارڈ مونٹ بیٹن نے آل انڈیا ریڈیو سٹیشن سے تقریر کی - آپ نے کہا - ملک کے مختلف طبقوں کے درمیان اگر دوستانہ تعلقات ہوتے تو پھر ہندوستان کے لئے متحد رہنا ہی مناسب تھا - لیکن افسوس ہے کہ ملک کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ملک کی اور پنجاب و بنگال کی تقسیم ناگزیر ہے - لیکن اس سلسلے میں آخری فیصلہ ملک کے لیڈر ہی کریں گے - پنجاب و بنگال کی نئی حدود بندی کا فیصلہ ایک کمیشن کرے گا - جو موجودہ عارضی طور پر مقرر کردہ حد بندیوں سے مختلف بھی ہو سکتا ہے - آپ نے سکھوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ قوم ایسے طور پر پنجاب میں پھیلی ہوئی ہے کہ تقسیم پنجاب سے اس کا دو حصوں میں بٹ جانا ضروری ہے - لیکن اس سلسلے میں سکھوں کے مفاد کا خیال رکھا جائیگا - اور کمیشن میں سکھوں کو بھی مناسب نمائندگی دی جائے گی - آپ نے کہا ہندوستان کی ایک یا دو حکومتوں کو اختیارات سونپنے کے لئے عنقریب پارلیمنٹ میں بل پیش کیا جائیگا -

مسٹر جناح کی تقریر

مسٹر محمد علی جناح نے آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے کہا مجھے خوشی ہے کہ شاید آج پہلی مرتبہ آل انڈیا ریڈیو پر غیر سرکاری لوگوں کو سیاسی مسائل پر تقریر کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے - مجھے امید ہے کہ آئندہ اس قسم کے زیادہ مواقع حاصل ہوا کریں گے - آپ نے برطانوی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ بہت اہم تجاویز ہیں ان پر بہت احتیاط اور ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس نازک موقعہ پر ان تجاویز کے متعلق صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے گو یہ تجاویز بعض لحاظ سے مسلمانوں کی خواہشات کو اچھی طرح پورا نہیں کرتیں، تاہم اس سلسلے میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قطعی فیصلہ کرے گا، سردست میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مسلم لیگ کے حلقے ان تجاویز کے متعلق پر امید ہیں -

آپ نے وائسرائے ہند کے متعلق کہا کہ وہ پورے انصاف اور غیر جانبداری کیساتھ ہندوستان کی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کر رہے ہیں سرحد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اب سرحد کے مسلمانوں کو ہندوستان یا پاکستان کی اسمبلی میں شامل ہونے کے لئے رائے دینے کا موقعہ دیا گیا ہے اس لئے وہاں کے لیگی لیڈروں سے میں کہوں گا کہ وہ اپنی پر امن سول نافرمانی بند کر دیں - اور مسلمانوں کو منظم کرنے کی کوشش کریں، مجھے امید ہے کہ سرحد کے عوام پاکستان کے حق میں ہی فیصلہ دیں گے

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا "پاکستان زندہ باد"

برطانوی گورنمنٹ کی تازہ تجاویز کے اہم نکات

(۱) پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا -

(الف) مغربی پنجاب: اس میں مسلم اکثریت کے ۱۷ اضلاع شامل ہوں گے

(ب) مشرقی پنجاب - اس میں غیر مسلم اکثریت کے ستر ہ اضلاع ہوں گے - گورداسپور - لاہور - ملتان اور منٹگمری کے اضلاع اسی میں شامل ہوں گے -

(۲) بنگال کی بھی تقسیم ہوگی، آسام میں سلہٹ کے مسلم اکثریت والے ضلع سے رائے لی جائے گی کہ وہ آسام کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا بنگال سے ملنا چاہتا ہے - بنگال کی مسلم اکثریت والے حصے میں کلکتہ کو شامل نہیں کیا گیا -

(۳) مسلم اکثریت کے صوبوں کی الگ دستور ساز اسمبلی بنائی جائے گی - اور صوبہ سرحد میں اسمبلی کے ووٹروں کی رائے لی جائے گی کہ وہ ہندوستان کی اسمبلی میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان کی اسمبلی میں - (۴) پنجاب، بنگال اور آسام کے ضلع سلہٹ کی نئی حدود بندی کے لئے کمیشن مقرر کئے جائیں گے - اس سلسلے میں آبادی کا فیصلہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہوگا (مفصل سکیم دفعات وار کل پیش کی جائے گی)

پنڈت نہرو کی تقریر

پنڈت نہرو نے ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے کہا میں ملک سے اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ برطانیہ کی تازہ تجاویز کو منظور کر لیں

سردار بلدیو سنگھ کی تقریر

آپ نے ریڈیو پر تقریر میں کہا، برطانیہ کی تازہ سکیم گو ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہے تاہم ہمیں یہ منظور کر لینی چاہیے کیونکہ موجودہ حالت میں اسکے سوا چارہ نہیں

لیڈروں کی تاریخی کانفرنس کا دوسرا اجلاس

نئی دہلی - ۳ جون - آج صبح ۱۰ بجے وائسرائے کے محل میں سات ہندوستانی لیڈروں کی کانفرنس پھر منعقد ہوئی - جو ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ تک جاری رہی - کانفرنس میں مسلم لیگ، کانگرس اور پنتھک پارٹی کے زعماء نے برطانوی تجاویز کے متعلق اپنی اپنی پارٹیوں کی رائے سے وائسرائے کو آگاہ کر دیا -

پنڈت نہرو ساڑھے نو بجے کانفرنس میں شمولیت کے لئے وائسرائے کے محل میں پہنچ گئے اور ۲۵ منٹ تک وائسرائے سے تبادلہ خیالات کرتے رہے اس کے بعد مسٹر لیاقت علی خاں - سردار عبدالرب نشتر، مسٹر بلدیو سنگھ، مسٹر پٹیل اور اچاریہ کرپلانی آئے - سب سے آخر میں مسٹر جناح پہنچے - کانفرنس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد پنڈت نہرو و مسٹر بلدیو سنگھ اور مسٹر جناح وہیں ٹھہرے رہے - اور وائسرائے سے گفتگو کرتے رہے - ۱۵ منٹ بعد مسٹر بلدیو سنگھ اور پنڈت نہرو وہاں سے چلے آئے - لیکن مسٹر جناح مزید پندرہ منٹ تک وائسرائے سے تبادلہ خیالات کرتے رہے

مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۹ جون کو بلانے کا فیصلہ کیا ہے - امید ہے کہ اس ماہ کے آخر تک آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بھی منعقد ہوگا - کل شام چھ بجے مسلم لیگ، ورکنگ کمیٹی کا اجلاس پھر ہوگا - آج تیسرے پہر وائسرائے ہند نے نواب صاحب بھوپال اور دیگر متعدد ریاستوں کے نمائندوں سے ملاقات کی -

وقف جائداد کے وعدوں کی میعاد ۳۰ جون تک بڑھا دی گئی ہے

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت مرکز کے چندوں (وقف جائداد - وقف آمد) کے وعدے کرنے اور فہرستیں ارسال کرنے کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۴۷ء تک بڑھا دی ہے - جن جماعتوں نے ابھی تک مکمل فہرستیں نہیں بھیجیں وہ فوری طور پر اس طرف توجہ کریں - اور جلد سے جلد فہرستیں ارسال کرنے کی کوشش کریں -

آسمان احمدیت کا ایک درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات

قادیان ۳ ماہ احسان - یہ خبر نہایت ہی افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب آج سات بجے شام نور ہسپتال میں چند روزہ علالت کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

اس عالم بے بدل اور فرشتہ سیرت انسان کی ناگہانی وفات ایک ایسا قومی صدمہ ہے جس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا - ہم حضرت مولوی صاحب مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں - اور ان کے غم میں شریک ہیں - جنازہ کل صبح ۸ بجے ہوگا -